سبز پرچم کو سرخ جھنڈی

تحریر: سہیل احمد لون

رنگوں کی فلسفیانہ تشریح میں سبز رنگ خوشحالی کیلیئے استعمال ہوتا ہے۔ساری دنیا میں سبز اشارے کو مثبت علامت کے طور پر تصور کیا جاتا ہے لہذا یہ ایک فطری عمل ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی جائیں اگر گرین سگنل یا گرین لائٹ ہمارا استقبال کرے تو ایک پر سکون احساس ہمیں اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ہم پاکستانی بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہمارا پاسپورٹ بھی سبز ہے اور پرچم بھی۔ جسے ہم بڑے فخر سے لہراتے اور اس کو سر بلند کرنے میں اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دھرتی کو ہر نعمت سے مالا مال کر رکھا ہے۔ یہ خداوند پاک کا خاص عطیہ ہے کہ ہمارے خطے میں چاروں موسم، زرخیز زمین، گرم سمندر، بلند و بالا پہاڑ، صحرا، لذیذ پھل، خوشبو دار پھول، مزیدار سبزیاں، معدنیات، گیس، وادیاں، انواع و اقسام کا مویشی، جنگل، میٹھا پانی اور بہت سی نعمتیں جن کا ہم شمار نہیں کر سکتے۔مختصرا کہ اس خطے کو اللہ تعالیٰ نے سبز روشنی سے منور کر رکھا ہے جس کا اصل منبع وہ سبز گنبد ہے جس سے کائنات کے تمام علم و حکمت کے خزانے پھوٹ کر تشنہ ذہنوں کو سیراب کرتے ہیں۔جس سے مشرق و مغرب مستفید ہوئے اور ہو رہے ہیں۔لیکن ہمارے نامہ اعمال نے اس سرزمین کی ہریالی، اس کی سبز روشنی کو پیلی روشنی میں بدل دیا ہے اور فنِ تصویر گری کے ماہر جانتے ہیں کہ پیلا رنگ بیماری کی علامت ہوتا ہے۔ یہ سبز روشنی اب پیلی لائٹ میں تبدیل ہو گئی ہے جو کہ اکثر سرخ لائٹ سے قبل ایک وارننگ لائٹ کے طور پر نمودار ہوتی ہے۔ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال سے خوش نہیں اور ہمیں آئے دن قدرتی آفات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔جو کبھی سیلاب، زلزلے، ڈینگی، ہیپاٹائٹس یا قحط و خشک سالی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ایک قسم کی وارننگ لائٹ ہے اور اللہ تعالیٰ ہم کو خبردار کر رہا ہے کہ ہم اپنے اعمال درست کر لیں ورنہ اللہ تعالیٰ نے اگر ہم کو ریڈ لائٹ تو ہم دنیا میں تاریخ بن کر رہ جائیں گے اور ہمارا نام تو ہو گا مگر نشان باقی نہیں رہے گا۔جس کی نشاندہی علامہ اقبالؒ بہت پہلے کر چکے ہیں کہ ”تمہاری داستاں بھی نہ ہو گی داستانوں میں“

ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ہم اپنا سبز پاسپورٹ دنیا کے کسی خطے میں بھی دکھائیں تو ایک ریڈ لائٹ خود بخود ہی آن ہو جاتی ہے؟ ہمارے سبز پرچم اور سبز پاسپورٹ کو دیکھ کر سبز جھنڈی کیوں نہیں لہرائی جاتی ؟

کہنے کو تو ہم مسلمان ہیں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مہذب شہری ہونے کے دعویدار بھی! ویسے تو ہمارے پاس ہدایت کا سرچشمہ ہے "قرآن پاک" اور "حیات طیبہؐ" اس پر عمل کا مل نمونہ......تو پھر ہم اتنے منتشر اور بے مقصد کیوں ہیں؟ اسلام کا معنی ہی امن و سلامتی ہے تو پھر دہشتگری کو عروج کیوں؟ ہم کیوں تیسری دنیا میں رہ رہے ہیں؟ کیوں ہم کٹھ پتلی بنے ہیں، جس کی ڈور امریکہ کے ہاتھ میں ہے۔ کیوں ہم آج تک آزاد ملک میں رہ کر بھی محکوم ہیں؟ کیوں ہم آج بھی بنیادی ضروریات زندگی کی کو ترس رہے ہیں؟ کیوں ہر چوتھا بندہ شوگر کی بیماری میں مبتلا ہے حالانکہ چائے کی پیالی میں ڈالنے کو شوگر میسر نہیں؟ کیوں کیونکہ بندوق کی گولی دوا کی گولی سے سستی

ہے؟ کیوں ہماری لیڈر شپ حکمرانی تو کرنا چاہتی ہے مگر خدمت کرنے کیلئے تیار نہیں؟ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اپنے لیڈروں کی طرف سے بھی گرین سگنل نہیں مل رہا۔ یہی اضطرابی اور تذبذب کی حالت ہم کو تباہی کے دہانے کی طرف دھکیلتی جا رہی ہے اور یہ اک "انقلاب" کا پیش خیمہ ہے۔

انقلاب کی بھی ہمیشہ سے چند وجوہات رہی ہیں۔ جب سیاسی، سماجی، تعلیمی، معاشی، سیکورٹی، ہیلتھ اینڈ سیفٹی کی قدریں عوام الناس کو مطمئن نہ کریں۔ جب عوام کو طبقاتی درجہ بندی میں ڈال کر ان سے امتیازی سلوک کیا جائے تو ان برائیوں کو جڑ سے اکھاڑنے کا حل صرف انقلاب سے ہی ممکن ہے۔

یہ قدرتی امر ہے کہ ہر پرابلم کا حل موجود ہوتا ہے اور ہمیشہ مثبت سوچ کے ساتھ میدان میں اترنا چاہئے۔ میرے خیال میں اکیسویں صدی میں ہمارے لوگ بیدار تو ہو چکے ہیں لیکن ابھی انہیں مکمل بیداری میں کچھ وقت لگے گا کیونکہ مکمل بیداری کیلئے جس قیادت کی ضرورت ہوتی ہے گہری نیند سے بیدار ہونے والے ابھی اسے تلاش کر رہے ہیں لیکن یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں کے عوام ایسے مواقعوں پر بھی غلط فیصلے نہیں کیا کرتی۔ اس وقت جناح اور گاندھی جیسے لیڈروں کی ضرورت ہے جنہوں نے اپنا ہر سانس ملک وقوم کی خاطر قربان کر دیا۔ جو آج کی لیڈر شپ کی طرح مادیت پرست نہ تھے بلکہ قومی مفادات کو اپنی ذات پر ہمیشہ ترجیح دی۔ ان کا ملک وقوم سے اس قدر لگن، جذبہ، محبت، پیار اور قربانی ان کی صحت سے ہی ظاہر ہے۔ آج کی لیڈر شپ کو دیکھیں تو ان کی صحت اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو ملک وقوم کا کوئی فکر نہیں۔ اس پہ مجھے یہ شعر یاد آ رہا ہے:

زمین سے آسمان اتنی دور کیوں ہے

میں نہیں سمجھا

محبت میں یہ امتحاں کیوں ہے

میں نہیں سمجھا

غریبوں کا لہو شامل ہے جن جن کی خوراکوں میں

انہیں کے چہروں پہ یہ رنگ ونور کیوں ہے

میں نہیں سمجھا

یہ سب مل کر ہمارے ملک کے Sources اور Resources سے کھیل رہے ہیں۔ ہمارے پاس جذبہ، ٹیلنٹ، ولولہ اور جوش ہے مگر پھر بھی ہم اپنے نوجوانوں کو ضائع کر رہے ہیں۔ کیوں؟ آخر کیوں؟ صرف اور صرف کرپٹ لیڈر شپ کی وجہ سے! اس وقت حالات خطرے کے نشان کو کراس کر رہے ہیں اور عزت اور وقار بحال کرنے کے لئے مکمل transformation کی ضرورت ہے۔ ہم میں سے جس کسی میں بھی یہ قابلیت ہے کہ وہ بگل بجائے اور لوگوں کو الرٹ کرے کہ وہ اپنے حقوق کے لئے میدان عمل میں اتریں۔

تاریخ گواہ ہے کہ چین، فرانس میں جب انقلاب آیا تو اس کی کیا وجوہات تھیں اور کیا محرکات تھے۔ ان میں بھی طبقاتی درجہ بندی،

ناانصافی، معاشی پستی، کرپشن، آبادی میں اضافہ وغیرہ انقلاب کو دعوت دینے کے سبب بنے۔ مگر آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس میں بہت سے ایسے محرکات اور عوامل بھی ہیں جو اس وقت نہ تھے۔ مثلاً دہشت گردی، خودکش حملے، خودکشی، اجتماعی زیادتی، ڈرون حملے، اپنے بچے سڑکوں پر پھل سبزی کی طرح بیچنا، ٹارگٹ کلنگ، لوڈشیڈنگ، انفرادی سوچ کا اجتماعی سوچ پہ غلبہ، مذہب کے نام پر بدامنی، اقربہ پروری وغیرہ شاید چین اور فرانس کو میسر نہ تھی۔

اگر 313 مضبوط ایمان والے ہزاروں کے لشکر پر قابو پا کر مکہ فتح کر سکتے ہیں تو کیا 17 کروڑ میں کیا 313 بھی مضبوط کردار اور ایمان والے نہیں جو اس ملک کو مزید ٹکڑے ہونے سے بچائیں اور اس کو صحیح سمت میں ڈال کر خوشحالی کی شاہراہ پر گامزن کریں۔ جذبہ ایمانی سچا ہو تو آج کے دور میں بھی معجزے ہو سکتے ہیں۔ ایم ایم عالم 58 سیکنڈ میں اگر F86 سے 5 انڈین فائٹرز کو ناک ڈاؤن کر سکتا ہے جو آج بھی ورلڈ ریکارڈ ہے۔ تو اس طرح کے کرشمے آئندہ بھی ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہم اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر سچے دل سے توبہ کریں تو یہ اب بھی ممکن ہے کہ ہم بہت جلد دنیا میں ایک نام پیدا کر سکتے ہیں۔

اگر آج بھی 117 ملین لوگوں میں سے 313 مضبوط ایمان والے محبّ الوطن، دیانتدار، نڈر، سچے اور کھرے، اصلی ڈگریوں والے تعلیم یافتہ، باکردار، انسانیت کے محسن، وفا کے علمبردار لوگ، ملک کے ہر شعبہ کے سربراہ جائیں۔ تو 117 ملین لوگوں کو قوم میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ جو ذات پات، رنگ نسل، زبان، فرقہ، دولت، شہرت سب کو بالائے طاق رکھ کہ صرف اور صرف مخلص پاکستانی بن کر سوچیں تو ہم صرف ایٹمی طاقت نہیں رہیں گے بلکہ قوم کا ہر فرد ایٹم بم ہو گا۔ تو پھر نہ کوئی عافیہ ملک سے اٹھانے کی جرات کرے گا اور نہ کوئی ریمنڈ ڈیوس استثناء مانگے گا۔ پھر ہمارے گرین پاسپورٹ اور سبز پرچم کو ہر طرف سے گرین سگنل اور ہری جھنڈی ہی نظر آئے گی۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو اپنی حالت خود نہ بدلے اور جیسی قوم ہو اللہ تعالیٰ ویسے ہی حکمران مسلط کر دیتا ہے۔

بس اس سے قبل کہ خدا تعالیٰ ہم کو سرخ جھنڈی دکھائے ہم تائب ہوں اور اعمال درست کر کے مخلص اور دیانتدار لیڈر کے ہاتھ ملک کی باگ ڈور دیں تا کہ ساری دنیا میں اس سبز پاسپورٹ اور سبز ہلالی پرچم کو سبز سگنل ہی ملے۔

روزنامہ "دن" لاہور 8 مارچ 2011ء

یو کے ٹائم لندن 17 مارچ 2011ء

سہیل احمد لون

Freelance writer, Journalist, Poet

سربٹن، سرے، یو کے

sohailloun@gmail.com